رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سنِ ولادت

(ایک تاریخی مطالعہ)

مقالہ نگار ڈاکٹر خالد صالح العسلی
ترجمہ وتلخیص طارق جمیل فلاحی

اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ مسلمانوں نے سیرتِ پاکؐ کی تدوین وتالیف کی طرف پوری توجہ صرف کی، اس کے باوجود آپؐ کی زندگی کے بعض پہلو تحقیق طلب ہیں ان ہی میں آپ کا سنِ ولادت بھی ہے۔ اس کے بارے میں مورخین کے درمیان اختلاف ہے۔

قرآن مجید ایسی کتاب ہے جو لفظاً ومعناً اللہ کی طرف سے نازل ہوئی ہے۔ جو دین کی طرح رسولِ اکرم کی حیاتِ طیبہ کے لیے بھی بنیادی ماخذ کا درجہ رکھتی ہے۔ اس میں آپؐ کی تاریخ ولادت کا ذکر نہیں ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ کہا، یا عمل کیا، یا پڑھ کر بیان کیا، یا کوئی کام آپؐ کے سامنے ہوا، اور آپؐ نے اس سے منع نہیں فرمایا، یہ سب کچھ اصطلاح میں سنت کے نام سے جانی جاتی ہیں، لیکن اس میں بھی آپ کی تاریخ ولادت کا تذکرہ ملتا ہے اور نہ عمر کا۔ کیونکہ آپؐ سے براہِ راست اپنی تاریخ ولادت وعمر کی کوئی روایت مروی نہیں ہے۔

محدثین عظام اور اہلِ سیر نے رسولِ پاکؐ کی احادیث واعمال کو مغربی عناصر کے اثرات، غلط روایتوں سے بڑی حد تک پاک وصاف کرکے جمع کرنے کا اہتمام کیا۔ احادیث کے ان مجموعوں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے تو اپنی تاریخ ولادت وعمر یا بعثت کے وقت کی عمر کے بارے میں کوئی روایت نہیں ملتی، البتہ بعض مفسرین مثلاً سعید بن مسیبؓ سے مروی ہے کہ آپؐ کی عمر بعثت کے وقت ۴۳ سال تھی۔ دوسری طرف حضرت انس بن مالکؓ، حضرت عروہ بن زبیرؓ اور حضرت ابن عباسؓ وغیرہم کی روایت کے مطابق

آپؐ کی عمر ۴۰ سال تھی[1]۔ یہ بات ثابت شدہ ہے کہ آپؐ کی وفات ۶۳۲ء میں ہوئی تھی، اس کے باوجود آپؐ کی صحیح عمر ضبطِ تحریر میں نہ آسکی۔

درحقیقت آپؐ کی عمر کے بارے میں راویوں اور مورخین کی کوئی ایک رائے نہیں ہے۔ علّامہ طبریؒ سے تین مختلف روایتیں منقول ہیں:

(۱) حضرت ابن عباسؓ (وفات ۶۸ھ/۶۸۷) حضرت عروہ بن زبیرؓ (وفات ۹۴ھ/۷۱۳م) حضرت ابن المسیبؒ (وفات ۹۴ھ/۷۱۳م) اور حضرت حمادؒ (وفات ۱۶۷ھ/۷۸۳م) وغیرہم کے مطابق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ۶۳ سال کی عمر میں ہوئی۔

(۲) حسن بصریؒ (وفات ۱۱۶ھ/۷۳۴م) سے یہ مروی ہے کہ آپؐ کی عمر ۶۵ سال تھی، حضرت ابن عباسؓ سے ایک روایت اس قول کی تائید میں بھی ہے۔

(۳) حضرت عروہ بن زبیرؓ کی ایک روایت کے مطابق وفات کے وقت آپؐ کی عمر ۶۰ سال تھی[2]۔

جس طرح ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف کے بارے میں قطعیت کے ساتھ کوئی بات نہیں کہہ سکتے۔ اسی طرح ہم آپؐ کی صحیح تاریخ پیدائش بھی نہیں جانتے۔ البتہ بہت سارے مورخین ومحدثین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ پیدائش کو عام الفیل کے واقعہ سے جوڑتے ہیں، جس کی حدبندی ٹھیک ٹھیک عربی ماٰخذ سے ممکن نہیں ہوسکی لیکن زیادہ تر روایتوں سے یہ پتہ چلتا ہے کہ یہ واقعہ ۵۷۰ء میں پیش آیا تھا۔

ابرہہ کے بعد یکسوم خود دو سال تخت نشین رہا، اس کے بعد مسروق نے تین سالوں تک حکومت کی[3] اور ۵۷۵ء میں احباش کی جلاوطنی سیف بن ذی یزن کے ذریعہ عمل میں آئی تھی۔ اس طرح اس کا امکان معلوم ہوتا ہے کہ ابرہہ ۵۷۰ء میں مرا ہو[4] لیکن قطعیت کے ساتھ یہ کہنا بہت مشکل ہے کہ ابرہہ کی موت اسی سال ہوئی ہو جب اس نے مکہ پر حملہ کیا تھا۔

مورخین عام طور پر یہ کہتے ہیں کہ آپؐ کی ولادت باسعادت اسی سال ہوئی تھی جب ابرہہ نے مکہ پر چڑھائی کی تھی جبکہ متعدد عربی روایات کے مطابق عام الفیل کا واقعہ آپؐ کی ولادت سے چند سال پہلے ہی پیش آچکا تھا۔

دوران مطالعہ ہمیں مکہ پر ابرہہ کے حملے سے متعلق قبیلۂ حمیر کے کتبوں تک رسائی

نصیب ہوئی۔ وہاں ان میں سے ایک کتبہ "Ry 506" ہے جو بیسہ سے ۹۰ میل جنوب میں، اور نجران سے ڈیڑھ سو میل شمال کے علاقہ میں دستیاب ہوا۔ پہلی مرتبہ اس کتبے کو G. RYCKmans نے فرانسیسی ترجمہ کے ساتھ شائع کیا، اس کے بعد W. Laskel نے جرمن زبان میں اس کا ترجمہ شائع کیا۔ اس کتبے کا ترجمہ انگریزی زبان میں S. Smith اور A.F.L. Beeston نے کیا، پھر بیسٹن (Beeston) ہی کے ترجمہ کو ڈاکٹر جواد علی نے عربی میں منتقل کیا ہے۔ جس کے ترجمہ میں بعض غلطیاں در آئی ہیں۔

ڈاکٹر احسان عباس نے دیوان لبید بن ربیعہ العامری کی شرح کے مقدمہ میں ایس اسمتھ کے ترجمہ کو عربی میں منتقل کیا ہے[۵] اس کتبے (Ry 506) کا ترجمہ کچھ اس طرح ہے:

۱۔ رحمٰن اور مسیح کی قوت کے ذریعہ، بادشاہ ابرہہ زبیمن، بادشاہ سبا، ذوریدان، اور حضرموت۔

۲۔ یمنت اور اعراب نے طور و تہامہ میں یہ باتیں تحریر کیں، جب وہ حملہ آور ہوئے

۳۔ قبیلۂ معد پر ربیع کے موسم میں (ذث، ب ت ن) کے مہینے میں جبکہ بنو عامر نے اشتعال انگیز اقدامات کیے۔

۴۔ (اور جنگ کے وقت) بادشاہ نے ابوجبر کو کندہ کے ساتھ، اور علیؓ (اہل العالیہ) بشیر حصن کو سعد کے ساتھ روانہ کیا۔

۵۔ ان سبھوں نے جنگ کی اور بنو عامر کے خلاف لشکر کے ہراول دستے کو سخت شکست دی ..... کندہ و علی .... مراد اور سعد (ان لوگوں نے جنگ کی) وادی میں۔

۶۔ (ہر شخص سے) جو مقام تُربہ میں اترتا اور انھوں نے جنگ کی، قیدی بنائے اور مال غنیمت حاصل کیا۔ (اور دوسری طرف) بادشاہ نے مقام حلیبان میں جنگ کی، مالِ غنیمت حاصل کیا۔

۷۔ قبیلہ معد رہن کی ادائیگی کے لیے مجبور ہو گیا۔ اس کے بعد عمرو بن المنذر ان کے پاس آیا۔

۸۔ اور اس نے اپنے دونوں بیٹوں کو گروی رکھا اور اسے جانشین بنایا، ابرہہ نے معد پر چڑھائی کی لیکن اسے مقام حلیبان سے لوٹنا پڑا۔

۹۔ رحمٰن کی قوت و طاقت کے ذریعہ سنہ ۶۶۲ء میں[۶]
۶۶۱ء

ڈاکٹر احسان عباس نے اپنی کتاب "شرح دیوان لبید بن ربیعہ العامری" کے مقدمے میں ابرہہ کے حملے کا دستیاب شدہ مذکورہ کتبہ کا جو ترجمہ نقل کیا ہے، اس کے متن میں قدرے اختلاف پایا جاتا ہے۔ یہاں پر متن اور اس کا ترجمہ پیش کیا جارہا ہے

ومما جاء فيه: "بحول الرحمن ومسيحه: الملك ابرهة ذا يمان ملك سبأ وذوريدان وحضرموت ويمنات واعرابها على النجد وفي تهامة كتبوا هذا الوثيقة يقررون فيها أنهم هاجموا معد الغزوة في الربيع في شهر ذي ثبتان وانهم اخضعوا كل بني عامر. فعين الملك أبا جبر على كدة [كندة] قائدا للجيش ولبشير بن حصن على سعد، فقاتلا على رأس الجيش: كدة ضد بني عامر، ومراد وسعد ضد وذو مرّان.... في وادي على طريق تربة ومن ثم عمرو بن المنذر اعطى ورهن من اجلهم الرهن وقبل حكمه على معد. فعادوا عن معد بحول الرحمن..... سنة ٦٦٢" S. Smith: Events in Arabia: 435 (BSoas 1954)

بحوالہ: ڈاکٹر احسان عباس: شرح دیوان لبید بن ربیعہ العامری، ص ۸، الکویت ۱۹۶۲ء)

(ترجمہ) رحمٰن و مسیح کی قدرت سے: بادشاہ ابرہہ ذا یمان، بادشاہ سبا، ذو ریدان، حضرموت یمنات اور اس کے بدوی باشندے، اور مقام تہامہ میں انھوں نے یہ دستاویز تحریر کی جس میں یہ درج ہے کہ انھوں نے وہ قبیلہ معد کے خلاف موسم ربیع کے ماہ ذی ثبتان میں جنگ کی تھی اور انھوں نے بنو عامر کو مکمل طور پر اپنا تابع کر لیا، بادشاہ نے ابوجبر کو کندہ کا قائد مقرر کیا اور لبشیر بن حصن کو قبیلہ سعد کا سربراہ۔ دونوں کے لشکروں کی اس طرح جنگ ہوئی کہ کندہ، بنو عامر کے خلاف برسرپیکار تھا اور مراد و سعد و ذو مرّان کے خلاف جنگ کر رہے تھے یہ جنگ تربہ کے راستے وادی میں..... اسی موقع پر عمر بن المنذر نے عطیہ دیا۔ اور انہی کی خاطر گروی رکھا اور قبیلہ معد پر اس کی حکومت کو تسلیم کر لیا۔ وہ لوگ قبیلہ معد سے رحمٰن کی قوت کے ذریعہ واپس ہوئے..... ۶۶۲"

ظاہر ہے ان دونوں ترجموں میں اختلاف ہے اور اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ کتبہ کے الفاظ صریح اور واضح نہیں ہیں البتہ جو بات متعین ہے وہ یہ کہ یہ واپسی کا عمل ۶۶۲ء میں انجام پایا ہے محمد بن حبیب (وفات ۲۴۵ھ/ ۸۵۹م) نے اپنی کتاب "المنمق" میں ابرہہ کی ان تیاریوں کا تذکرہ کیا ہے جو وہ مکہ پر چڑھائی کے لیے کر رہا تھا۔ جاہلی شاعر طرفہ بن العبد

۲۶۲

اس دوران نجران میں موجود تھا۔ اس نے عمرو بن ہند کو خط لکھ کر ابرہہ کی فوجی کاروائی کے اندیشہ سے متنبہ کیا تھا:۔

من مبلغ عمرو بن هند رسالة — فليت غرابا في السماء يتاد يكا
فريقان منهم كعبة الله زائرًا — واخران لم يقطع البحر اتيكا
بنجران ما أمضى الملوك أمورهم — فلا اسمعن ما اقممت بواديكا

ترجمہ: کون ہے جو عمرو بن ہند کو میری جانب سے پیغام پہونچا دے' اے کاش کہ کوّے اڑکر تجھے یہ خبر پہونچا دیتے۔ اس وقت دو فریق میں ایک کعبۃ اللہ کی زیارت کرنے والا ہے' اور دوسرا فریق وہ ہے جو تم پر حملہ آور ہوگا اگر بحری راستہ کو منقطع نہیں کیا گیا۔ وہ ایسے ہیں کہ بادشاہ بھی ان کے فیصلوں کو رد کرنے کی جرات نہیں کرتے' اس لیے میں یہ دسنوں کہ تم اپنی وادی ہی میں قیام پذیر رہو۔

کتبہ " Ry 506 " کے مطالعہ سے یہ استدلال کرنا مقصود ہے کہ ابرہہ نے یمن کے خارجی حصے پر جو حملہ کیا وہ دو جہت سے کیا گیا تھا۔ ابرہہ نے مقام حلیبان میں قبائل کے باشندوں کے خلاف ایک بڑے حملے کی خود قیادت کی تھی۔ حلیبان اس شاہراہ کے قریب ہے جو دارالحکومت ریاض اور مکہ کو ملاتی ہے، اور یہ مقام مارسل کے جنوب میں ۶۳ میل کی دوری پر واقع ہے[۸]۔

واضح رہے کہ قدیم عربی مآخذ میں مقام حلیبان کا تذکرہ ملتا ہے[۹]، اور یہی نام آج تک چلا آرہا ہے[۱۰]۔ مقام حلیبان پر ابرہہ کے حملے کے بارے میں عربی مآخذ رہنمائی کرتے ہیں۔ مخبل السعدی نے یہ بیان کیا ہے کہ اس کے قبیلے سعد تمیم نے ابرہہ کا تعاون کیا تھا[۱۱]۔

اس کتبہ (Ry 506) اور المخبل السعدی کے بیان سے ہم اس نتیجہ پر پہونچتے ہیں کہ قبائلِ معد کے وہ باشندے جو نجد میں سکونت پذیر تھے انھوں نے ابرہہ کی دراندازی کا اعتراف کیا ہے۔ اس طرح یہ بات کہ عمرو بن المنذر (بن ہند) اس حملے کے زمانے میں اپنے باپ منذر (وفات ۵۵۴م) کا ولی عہد تھا' اور وہ ابرہہ کی قوت وعظمت کا معترف تھا۔ ابرہہ کے ساتھ اس کا اس بات پر معاہدہ بھی ہوا تھا کہ جزیرہ عرب پر قبیلہ حیرہ کی حکومت ہونی چاہئے تاکہ عرب قبائل کی شرانگیزی سے محفوظ رہا جاسکے' اور قافلوں کی سلامتی اور یمن کی تجارت کی ضمانت حاصل ہوجائے[۱۲]۔ مذکورہ بالا واقعات کے علاوہ عربی مآخذ جزیرہ عرب کے وسطی علاقے پر ابرہہ کے حملے کے حالات کے بارے میں کچھ رہنمائی نہیں کرتے۔

ابرہہ کی لشکرکشی کی دوسری مہم وہ تھی جس کو اس نے یمنی قائدین کی سرکردگی میں ترتیب دیا۔ اس لشکر نے تربہ کی طرف بھی رخ کیا تھا جیسا کہ Ry 506 کتبے میں اس کی صراحت ہے اور مکۃ المکرمہ کی طرف بھی، جس کا تذکرہ عربی مآخذ میں ملتا ہے۔

کتبے کے مطالعے سے یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے ابرہہ کے دوسرے حملہ کا رخ مقام تربہ میں بنو عامر کی طرف تھا۔ اس کی وجہ بنو عامر کی وہ اشتعال انگیزی بتائی جاتی ہے جو ابرہہ کے خلاف انھوں نے کی تھی حالانکہ ہمیں اس طرح کی کسی اشتعال انگیزی کے بارے میں کوئی واقفیت نہیں ہے، ممکن ہے کہ انھوں نے اس تجارتی شاہراہ کو دشوار گزار بنا دیا ہو، جو یمن کو بلادِ شام سے جوڑتی ہے۔ جیسا کہ کتبے سے ظاہر ہوتا ہے[۱۳] اور ابرہہ نے اس تجارتی راستے پر کنٹرول کرنے اور انھیں اپنے اثر و رسوخ کے تحت لانے کے لیے ایک فوجی دستہ روانہ کیا ہو۔

تربہ[۱۴] طائف سے جنوب کی طرف ایک مقام ہے جو مکۃ المکرمہ سے زیادہ فاصلہ پر نہیں ہے۔ اس وجہ سے اس کا قوی احتمال ہے کہ Ry 506 کتبے کے واقعات مکہ کے خلاف ابرہہ کے حملے کا ایک حصہ ہوں۔ ہماری رائے کو بروکوپلس[۱۵] نامی مؤرخ کی تحریر سے مزید تقویت ملتی ہے، جو اس واقعہ کے بارے میں یوں رقم طراز ہے: ابرہہ نے یمن سے اقدام کا آغاز کیا تھا اور بازنطینیوں کو فائدہ اٹھانے کا کوئی موقع دیے بغیر تیزی سے واپس ہو گیا۔ یہاں پر اس قول سے اس کا امکان ہے کہ ابرہہ کا یہ حملہ وہی ہو جس کو قرآن نے "اصحاب الفیل" سے موسوم کیا ہے۔ البتہ قرآن کریم میں اس بات کی صراحت نہیں ہے کہ اصحاب الفیل سے کون لوگ مراد ہیں؟ یہ حملہ کب ہوا، اور اصحاب الفیل کا قائد کون تھا، اور یہ حملہ کس شہر پر اور کس سمت سے ہوا تھا؟ قرآن مجید میں اس سے زیادہ تفصیل کی توقع بھی مناسب نہیں ہے اس لیے کہ وہ ہدایت و شریعت کی کتاب ہے، تاریخ کی کتاب نہیں ہے۔

اب ہم Ry 506 کتبے میں درج شدہ ابرہہ کے حملے کی تاریخ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ چونکہ سبئی تقویم کے مطابق یہ حملہ ۶۶۲ء میں ہوا، اور ہمیں معلوم ہے کہ سبئی تقویم کی ابتدا ۱۱۰ قبل مسیح میں ہوئی[۱۶] اس طرح اس حملہ کی تاریخ ۵۵۲ء میں متعین ہوتی ہے۔

مشہور مورخ و محدث امام زہریؒ (وفات ۱۲۴ھ/۷۴۲م) فرماتے ہیں کہ ۵۵۲ء کا ہی سال عام الفیل ہے، جو نبی صلعم کی ولادت باسعادت کو عام الفیل سے ملاتا ہے۔ امام زہریؒ کی روایت یہ ہے: زبیر نے مجھ سے بیان کیا کہ ان سے عمرو بن ابوبکر المؤمل، بروایت زکریا بن عیسیٰ، بروایت ابن شہاب بیان کیا ہے کہ اہل قریش نبی صلعم کی بعثت سے قبل اپنے واقعات کا شمار واقعۂ فیل سے کیا کرتے تھے۔ وہ ایام فیل اور فجار کے درمیان ۴۰ سال شمار کرتے، اور وہ فجار اور ہشام بن المغیرہ کے وفات کے درمیان چھ سال شمار کرتے ہیں، اور وہ لوگ ہشام بن المغیرہ کی وفات اور کعبہ کی تعمیر کے درمیان نو سال شمار کرتے تھے۔ وہ لوگ کعبہ کی تعمیر اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ کی طرف ہجرت کے درمیان پندرہ سال کا وقفہ شمار کرتے تھے۔ اس میں سے پانچ سال کے بعد ہی آپؐ پر وحی کا نزول ہوا۔[۱۸]

جب ہجری کلنڈر کا آغاز ۶۲۲م میں امام زہریؒ کی روایت کے مطابق واقعۂ فیل کے ستر سال بعد ہوا تو اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت واقعۂ فیل کے بعد ۱۷ اور ۱۸ سال کے درمیان میں ہوئی، اور یہ کہ کتبے "506 ؟؟" میں درج شدہ سال ۵۵۲م ہی دراصل عام الفیل ہے۔

امام زہریؒ کی روایت کے مطابق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کا سال ۵۶۹ء ۵۷۰ء ہے اور آپؐ شمسی سال کے مطابق تقریباً ۶۲ سال بقید حیات رہے جبکہ ہمیں معلوم ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ۶۳۲ء میں ہوئی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ ولادت کا حساب عام الفیل سے لگانے والی امام زہریؒ کی مذکورہ روایت کوئی منفرد روایت نہیں ہے۔ بیشتر روایتوں میں اس کا تذکرہ موجود ہے کہ آپؐ کی ولادت عام الفیل میں ہوئی[۱۹] لیکن ابن کثیرؒ نے موسیٰ بن عقبہ (وفات ۱۴۱ھ/ ۷۵۸م) سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عام الفیل کے تیس سال بعد پیدا ہوئے[۲۰]۔ ابن الکلبیؒ (وفات ۲۰۴ھ/ ۸۱۹) کی روایت کے مطابق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت عام الفیل سے ۲۳ سال بعد ہوئی[۲۱]۔ مقاتل بن سلیمان (وفات ۱۵۰ھ/۷۶۷م) سے مروی ہے کہ نبی صلعم کی ولادت عام الفیل سے ۴۰ سال بعد ہوئی۔ ابن عباسؓ سے دو روائتیں منقول ہیں[۲۲]۔ پہلی روایت کے مطابق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت عام الفیل

سے پندرہ سال بعد ہوئی اور دوسری روایت کے مطابق دس سال بعد ہوئی[۲۲] پھر بھی یہ نتیجہ اخذ کرنے کی گنجائش ہے کہ آپ کی ولادت ۵۷۰ء کے قریب ہوئی اور عام الفیل کا واقعہ ۵۵۲ء میں پیش آیا۔

ان تمام متعارض روایات کے باوجود مذکورہ بالا تفصیل کی روشنی میں یہ کہا جائے گا کہ واقعۂ اصحاب فیل کا سال ۵۵۲ء ہے اور آپ کی ولادت باسعادت ۵۷۰ء میں ہوئی۔

حواشی

(۱) طبری: تاریخ ج ۲ ص ۲۰۱ تا ۲۰۵، ۲۰۹ ذہبی: تاریخ اسلام۔ ج ۱ ص ۶۹
ابن کثیر: البدایۃ ج ۳ ص ۲۰۱

۲؎ طبری: ج ۳ ص ۲۰۶، ۲۰۷، نیز دیکھئے: مسعودی ج ۲ ص ۱۹۰

۳؎ مسعودی: ج ۱ ص ۱۹۳-۹۶

۴؎ S. Smith . P. 465

۵؎ دیکھئے: خالد صالح العسلی: "عام الفیل صورۃ من الصراع العربی الحبشی ص ۱۲۵-۱۲۶

۶؎ ہم نے بعض کلمات کی تفسیر میں Beeston , notes ... PP 389, 392 پر اعتماد کیا ہے۔
ہم نے اہمیت کے پیش نظر کتبے کے مصورشدہ قرأت کو اختیار کیا ہے۔
Caskel, PP. 27-32

۷؎ محمد بن حبیب: المنمق ص ۶۸، دیوان طرفہ بن العبید ص ۱۲۶-۱۲۷

۸؎ G. RYCKmans, Through Sheba, Kingdom P. 137

۹؎ البکری: معجم ص ۴۶۱، یاقوت ج ۲ ص ۳۰۴

۱۰؎ ابن بلیہد: صحیح الاخبار ج ۴ ص ۱۵

۱۱؎ الہمدانی: الاکلیل ج ۲ ص ۱۵۷-۱۵۸، ابن منظور: اللسان مادہ "ح ل ب"
البکری ص ۴۶۱، الزبید: مادہ "ح ل ب"

۱۲؎ منحیل السعدی اپنے شعر میں تذکرہ کرتا ہے کہ محرق مقام حلیبان میں ان دونوں کے

ساتھ تھا اور محرق عمرو بن ہند (المنذر) ہی ہے۔ علاوہ ازیں ابن قتیبہ نے بھی اپنی کتاب "کتاب العرب والردّ علی الشعوبیۃ۔ منشورہ کتاب رسائل البلغاء" صفحہ ۳۴۸ میں تذکرہ کیا ہے۔ (بار چہارم، ۱۹۵۴ء) محرق کے بارے میں دیکھئے: نولدیکہ: امراء غسان ص۵ حاشیہ ۱۱ (عربی ترجمہ)

۱۳ھ مصورشدہ قرأت دیکھئے: Caskel PP 27–32

۱۴ھ دیکھئے: عرام جبال تہامہ ص۴۱۹، یاقوت ج ۱ ص۸۳۸

۱۵ھ Procopuis XX12

۱۶ھ ۱۸۷۳ء میں ہالیفی نے تاریخ حصن اقواب CIH 621 پر اعتماد کر کے یہ مفروضہ قائم کیا کہ سن ۶۴۰ سبئی سے حمیری تقویم کے آغاز تک لکھی گئی تاریخ ہی ۱۱۵ قبل مسیح ہے اور اسی اعتماد کی بنیاد پر یہ تاریخ برقرار ہے، یہاں تک کہ بیسٹن (Beeston) نے بھی ۱۱۰ قبل مسیح کو حمیری تقویم کی ابتداء کا خیال پیش کیا، دیکھئے Beeston Problem P 40۔ مزید برآں J. Ryckmans نے سن ۱۰۹ قبل مسیح کو حمیری تقویم کی ابتداء کی رائے پیش کی۔ J. Ryckmans Le debut ... P 219–221 (Caskel) کے مقابلے میں ۱۱۸ قبل مسیح کو حمیری تقویم کا آغاز کیا ہے۔ خالد صالح العسلی کی کتاب میں اس کی تفصیل دیکھئے "عام الفیل ص۱۸۳، ۱۸۴"۔ مزید برآں J. Pirenne نے حمیری تاریخ کی متعدد جنتریاں بنانے کی کوشش کی ہے۔ J. Pirenne, Recently Disco-vered ... P.P. 45–54 کی رائے قابل قبول نہیں ہے۔ J. Ryckmans Some Remarks ... PP. 57–68

۱۷ھ زبیر ابن بکار: جمہرۃ نسب قریش ورق ۱۲۹ مخطوطہ۔ دیکھئے ابن عساکر: تاریخ مدینہ دمشق ج ۱ ص۲۸، بروایت ابن شہاب۔ الذہبی: تاریخ الاسلام ج ۱ ص۲۷

۱۸ھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے بارے میں دیکھئے: Lommans PP 209–250

۱۹ھ ابن اسحاق: ج ۱ ص۱۲۶، ابن سعد ج ۱ ص۲۲۴، ثعالبی ص۴۴۴، طبری ج ۱ ص۵۴۲

ابن سید الناس ج ۱ ص۲۰۳

۲۰ھ ثعالبی: ص۴۴۴، طبری ج ۱ ص۵۴۲، قرطبی ج ۲ ص۱۹۴، ابن کثیر: السیرۃ ج ۱ ص۲۰۳

۲۱ھ دیکھئے: خلیفہ بن خیاط ج ۱ ص۱۰، طبری ج ۱ ص۵۴۲، ابن کثیر: السیرۃ: ج ۱ ص۲۰۳

۲۲ھ خلیفہ بن خیاط: ج ۱ ص۱۱، ابن کثیر: السیرۃ ج ۱ ص۲۰۳